بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

افغانستان میں مصالحانہ کوششیں یا مکروہ سازشیں؟

عصرِ حاضر کے امام شاملؒ کی شہادت

افغانستان میں پندرہ سالہ مسلح جہاد کے بعد جب بالآخر روس کو وہاں پر عبرت انگیز اور اذیت ناک شکست سے دوچار ہونا پڑا اور پھر اسی ضربِ مومن کے نتیجے میں اس آہنی قلعہ میں شگافیں اور دراڑیں پڑنے لگیں۔ یہاں تک کہ اس کا شیرازہ بھی منتشر ہوا تو مسلمانانِ عالم انتہائی فرحت اور سرور کا اظہار کرتے ہوئے اس امید میں حق بجانب تھے کہ اب افغانستان میں خالص شرعی اور اسلامی انقلابی حکومت بن جائے گی۔ جہاں پر امن و آشتی عدل و انصاف اور اسلامی قوانین کا بول بالا ہوگا لیکن!

ع اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

افغانستان سے تو روسی عفریت دم دبا کر چلا گیا۔ لیکن پھر وہی ہوا جس کا خاکہ اور منصوبہ مغربی سامراجی قوتوں اور عالمی استعمار نے جہاد ہی کے دوران بنایا تھا۔ کہ کسی بھی صورت وہاں پر خالص اسلامی نظام اور شریعت مطہرہ کی تنفیذ نہ ہو سکے، اور بعد میں اس ملعون اور شیطانی منصوبے کی تکمیل میں دانستہ یا نادانستہ طور پر ان ہی جہادی قوتوں نے بھرپور کردار ادا کیا اور آج افغانستان کی حالتِ زار پر ہر دردمند مسلمان خون کے آنسو رو رہا ہے۔

کسی کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ وہی جہادی قوتیں اور وہی مجاہدین آپس میں دست و گریباں ہوں گے۔ اور لادین عناصر اور خود جہاد سے ناواقف مسلمانوں کے لیے جگ ہنسائی کا سبب بنیں گے۔ اور آج شومئ قسمت سے چشمِ فلک نے یہ تماشا بھی دیکھا۔ کہ روس کی شکست و ریخت کے بعد خود کابل شہر میں اتنا خون خرابہ ہوا۔ کہ پندرہ سالہ جنگ میں اتنی بربادی نہیں ہوئی تھی۔

چنانچہ اس صورتِ حال سے مجبور ہو کر عالمِ اسلام کے دردمند قائدین اور دوسرے اسلامی ملکوں کے مقتدر دینی راہنماؤں نے افغانستان میں ان جہادی قوتوں کے درمیان مصالحت و ہم آہنگی کے لیے

کوششیں تیز تر کردیں۔ لیکن اس کا بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہ نکلا، اس سلسلہ میں میثاقِ بیت اللہ اور سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے روضۂ اطہر کے پاس کیے گئے وعدوں کا بھرم بھی نہیں رکھا۔

ہوتے ہوتے مشیتِ ایزدی نے افغانستان کے غیور مسلمانوں کے تحفظ اور ان کی حالتِ زار کو سنبھالنے کے لیے ملکوتی سیرت اور فرشتہ صورت انسانوں یعنی طالبان کا انتخاب کیا۔ اِنْ یَّشَأْ یُذْھِبْکُمْ وَیَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ۔ یہ وہی مجاہدین ہیں جنھوں نے انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں اس مسلح جہاد کی ابتداء کی تھی اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ ان کے پاس نہ راکٹ لانچرز تھے اور نہ ہی مختلف ملکوں سے بھیجے ہوئے کلاشن کوفیں اور دوسرا بھاری ہتھیار ان لوگوں نے خالصتہً لوجہ اللہ جہاد کیا۔ قربانیاں دیں۔ اور جوں ہی ملک سے روسی عفریت کو بوریا بستر سمیٹنا پڑا تو یہ فقیر منش اور بوریا نشیں اپنی کتابوں اور تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ اور ان کا خیال تھا کہ یہ قائدین جہاد آپس میں مل بیٹھ کر قضیہ افغانستان کو حل کریں گے اور اپنے تدبر اور فراست سے افغانستان میں ایک اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالیں گے۔ تاکہ اس پندرہ سالہ جہاد اور قربانیوں کا لوگ بچشمِ خود ثمر دیکھ لیں۔ مگر افسوس قائدین جہاد نے روس کی ہزیمت کے بعد کچھ ایسے سیاہ کارنامے انجام دیئے جس سے تمام عالم میں جہاد کا نام بدنام ہوا اور جہاں جہاں بھی باطل قوتوں کے ساتھ اسلامی تنظیمیں برسرِپیکار تھیں ان کے کاز اور موقف کو شدید نقصان پہنچا۔ اور ان کے مخالفین کو مکروہ اور غلیظ پروپیگنڈہ زور و شور سے کرنے کا موقع ملا کہ جہاد کا ثمر لوگوں نے افغانستان میں دیکھ لیا۔ وہاں کیا ہوا اور کیا ہو رہا ہے۔ کاش اگر افغان جہادی قائدین دور اندیشی کا مظاہرہ کرتے، تو آج یہ روزِ بد یہاں دیکھنا نہ پڑتا۔ لیکن یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ اگرچہ افغانستان اور اس کے مظلوم و مقہور عوام کے لیے تو کچھ نہ ہوا۔ البتہ ان قائدین کے وارے نیارے ہو گئے آج ان لوگوں کی کوٹھیوں، کاروں، جائیداد اور بینک بیلنس کی کوئی حد نہیں اور ان کو یہاں کے بے یار و مددگار لوگوں کے مفادات سے کیا غرض۔

افغانستان میں جب ہر قائد ہر امیر اور ہر قومندان نے اپنے زیرِ تسلط علاقے کا کنٹرول سنبھال لیا تو ظلم و ستم، لوٹ مار اور عصمت دریوں کے ایسے ایسے بھیانک مظاہرے دیکھنے میں آئے کہ لوگ کمیونسٹوں کے ظلم و ستم بھول گئے۔

طالبان جو کہ دینی مدارس میں پڑھنے والے طلبہ ہیں۔ حالات کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے رہ و رسمِ خانقہی چھوڑ کر میدان میں کود پڑے اور دیکھتے ہی دیکھتے انہوں نے ان ستم رسیدہ عوام کا مکمل تعاون حاصل کیا، اور افغانستان کے تین چوتھائی حصے پر قبضہ کر لیا، اور آج ان کے زیرِ تسلط علاقوں میں مکمل شریعت

اور احکام و حدود کی تنفیذ ہے۔

یہاں پر یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ انجینئر گلبدین حکمت یار اور پروفیسر ربانی کے درمیان خانہ جنگی میں ۵۰ ہزار سے زائد افراد لقمۂ اجل بن چکے ہیں اور مہاجرین کی تعداد اس سے کئی گنا زیادہ ہے اسی طرح استاذ سیاف کی بدقسمتی کہ وہ بھی ربانی کے شانہ بشانہ اس ظلم و ستم میں شریک ہو گئے اور طالبان کی مقدس تحریک کے خلاف ان کی موشگافیاں زبان زدِ عوام ہیں۔ اس طالبان دشمنی میں ان لوگوں نے تمام اخلاقی و شرعی حدود پھلانگ دیئے۔ گلبدین حکمت یار تو ربانی حکومت کو انڈیا اور روس کی کٹھ پتلی حکومت بتلاتے رہے اور کل تک وہاں پر انتخابات کی رٹ لگاتا رہا۔ اور آج بھی اخبارات گواہ ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ افغانستان کو ہندوستان کا اڈہ نہیں بننے دیں گے۔ لیکن تعجب ہے کہ اب وہ حکومت یا "اسی حکومت" کا عضو بن گئے ہیں

اب جب کہ افغانستان میں اندرونی خلفشار زوروں پر ہے اقوام متحدہ نے اپنے ایلچی محمود مسطری کو بار ہا کابل بھیجا۔ اسی طرح امریکہ نے اپنے خصوصی ایلچی رابن رافیل کو بھی اس قضیے کے حل کے لیے اسلام آباد اور کابل روانہ کیا۔ لیکن ان کو بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا۔ طالبان نے تو اس غیر محرم اور "مکشوفہ" کے ساتھ ملاقات سے صاف انکار کیا۔ اور ان کو شرط لگادی کہ وہ حجاب اوڑھ کر آئے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ روسی شکست کے بعد ان متحارب قوتوں نے قوم کو انتہائی مایوس کیا۔ اور وہی قتل و غارت گری وہی افراتفری اور وہی باہم دست و گریباں ہونا یہ سب ناگفتہ بہ باتیں اسی طرح جاری رہیں جس طرح کہ روس کے قبضے کے دوران تھیں۔ اب جب کہ طالبان نے اپنے مقبوضہ علاقے میں اسلام اور شریعت مطہرہ کا نفاذ کیا ہے، چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ جہادی قائدین ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون اور مدد کرتے۔ لیکن شومئی قسمت کہ ان لوگوں نے بھی ہوس اقتدار میں ان کے ساتھ مقابلہ کا وطیرہ اپنایا اور مقام افسوس ہے کہ آج ربانی حکمتیار اسی تحریک طالبان کو کچلنے کے لیے بھارت اور روس جیسی حکومتوں سے امداد کے خواہاں ہیں اور وہ قوتیں ان کی بھرپور سرپرستی کر رہی ہیں۔ انہیں حالات میں جب کہ اقوام متحدہ اور امریکہ کی شیطانی چالیں اور دام تزویر ناکام ہو چکی ہیں۔ پاکستان کے بعض دینی رہنماؤں نے مصالحانہ کوششوں کا آغاز کیا۔ لیکن یہ ایک چیستان اور ایک معمہ ہے اور ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ انہوں نے سارا زور اس بات پر صرف کیا کہ کسی طرح حکمت یار کو بھی حکومت کی باگ ڈور میں شریک کیا جائے۔ حالانکہ حقیقت میں اس کے پاس فی الوقت سیاسی جنگی قوت نہیں صرف پروپیگنڈے کے زور سے انہیں وہ افغانستان کے جہاد کے ہیرو کے طور پر پیش کیا جاتا رہا۔ انہوں نے تحریک طالبان کو درخورِ اعتنا نہ سمجھا۔ اور نہ ان کے ساتھ کوئی رابطہ کیا

حالانکہ اصل قوت وہی ہے جنہوں نے تین چوتھائی افغانستان کا کنٹرول سنبھالا ہے۔

ہم حیران ہیں کہ یہ حضرات طالبان کی مخالف قوتوں کی از سرِ نو شیرازہ بندی میں کیوں مصروف ہیں اور ان کے خلاف ربانی، حکمت یار اور سیاف وغیرہ کو صف آرا کر رہے ہیں

جس طرح کہ مغرب اور دوسری لادین قوتیں تحریک طالبان کی مخالفت کر رہے ہیں اور وہ ان کو بنیاد پرست اور مذہبی انتہا پسند جیسے القابات سے نوازتے ہیں تو حکمتیار وغیرہ جو اپنے آپ کو بنیاد پرست کہتے ہیں۔ وہ لوگ کیسے ان مغربی اور یورپی سازشوں کے حصہ دار ہو رہے ہیں؟ بظاہر تو یہ بہت ہی افسوس کی بات ہے کہ یہ "مصلحین" دانستہ یا غیر دانستہ طور پر یورپ امریکہ اور اقوام متحدہ کے ہاتھوں کو مضبوط کر رہے ہیں اور اس کے مقابلے میں شریعت اور اسلام کی سربلندی کے لیے مرمٹنے والوں (یعنی طالبان) کے درپے آزار ہیں۔

ع بڑے خلوص سے دنیا فریب دیتی ہے۔　　　　اگر قیام امن کی کوششیں کرنے والے مخلص ہوتے تو وہ طالبان کو اعتماد میں لے کر ان کا سہارا لیتے کہ افغانستان سے جنگ ختم کرانے کا ذریعہ بنے۔

یہاں پر یہ نکتہ بے جا نہ ہوگا کہ کراچی کا ایک مشہور جریدہ جو روزِ اول ہی سے جب سے طالبان کی تحریک معرض وجود میں آئی ہے مسلسل اس تحریک کے خلاف مضامین شائع کرتا آ رہا ہے اور اپنے ممدوح حکمت یار کی ہر ناکردنی اور ناگفتنی کی تائید و تصویب کے لیے انہوں نے کیا کیا پاپڑ بیلے۔ جب انہوں نے کابل میں ورثتم بیٹا کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس میں ہزاروں لوگ اور نہتے شہری لقمہ اجل بنے۔ تو وہ عین رضاء الٰہی اور جب انہوں نے احمد شاہ مسعود کے خلاف مورچہ سنبھالا جس میں اس کو ناکامی ہوئی تو بھی وہ عین جہاد اور جب انہوں نے کمیونسٹوں اور دہریوں کے ساتھ اپنے مفادات کے لیے اتحاد کیا تو وہ بھی عین حکمت، ربانی کے ساتھ برسرپیکار رہا۔ تو بھی وہ عین بھلائی اور جب اس نے ربانی کے ساتھ طالبان مخالف اتحاد کیا۔ تو یہ عین ضرورت ملک و قوم۔　　ع　　چہ بے عقل و دانش بباید گریست

انشاء اللہ کوئی بھی طاقت ان جنودِ ربانی (طالبان) کو ختم نہیں کر سکتی۔ چاہے وہ امریکہ کی سازشیں ہوں یا امتحدہ کی چالیں، روس اور انڈیا کی فوجی امداد ہو یا دیگر ممالک کی پشت پناہی، ربانی اور حکمت یار گٹھ جوڑ ہو دیگر افغان تنظیموں کی ریشہ دوانیاں، نام نہاد صلح کے نام پر مکروہ اور مذموم سازشیں ہوں یا پاکستان کی غیر مذہبی اور پر اسرار طاقتوں کے پر اسرار رابطے، ان تمام طاقتوں کا ملتِ واحدہ کے طور پر ان حاملین علوم نبویہ کے خلاف صف آرا ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ ساری قوتیں حق کے خلاف جمع ہوئی ہیں۔ لیکن ہم ان کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ

ع پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ

اور انشاء اللہ نَصْرٌ مِنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ